مسلمانوں کے لئے ایک انمول دستور العمل

یعنی

حضور پرنور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

وصایا شریف

جسکو

جناب مولانا مولوی حسنین رضا خان صاحب نے بعض ضروری حالات کے ساتھ مرتب کیا

اور جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی نے اپنے صرف سے

الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ میں چھپوایا

3/-



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہٖ

وصحبہ وحزبہ وابنہ یا الدھر ابداً ابداً

بحیثیت اسکے کہ یہ رسالہ **اعلیحضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصایا پر مشتمل ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتوب وصایا کے ساتھ بعض اون ملفوظ وصایا کو بھی جمع کروں جو زمانہ علالت میں وقتاً فوقتاً ارشاد ہوئے۔

یوں تو اونکی مجلس میں ہر بیٹھنے والا ہمیشہ نصائح کے انمول موتیوں سے دامن مراد بھر کر اُٹھا مگر خوشخبری ہی اوس کو جس نے اون نصائح کو گوش دل سے سنا اور اون پر عمل کیا افسوس ہی کہ وہ زواہرادس دُرفشانی کے ساتھ ہی سلک تحریر میں نہ آسکے جو دو چار باتیں میرے خیال میں ہیں حوالۂ قلم کرتا ہوں۔ اسی اثنا کے بعض ضروری حالات بھی اضافہ کروں گا۔

اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ ۱۴ **محرم ۱۳۴۰ھ** کو بھوالی سے واپس تشریف لائے مسلمانان بریلی نے بڑا شاندار استقبال کیا حضور والا کے تشریف لاتے ہی بریلی میں چہل پہل ہو گئی

بھوالی میں اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اوس سے ضعف شدید ہو گیا وطن اور بیرونجات کے دور دراز مقامات سے مسلمان عیادت و بیعت کیلئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے باوجود نقاہت اونکی ہر مجلس عیادت تذکیر و نصائح کا ذخیرہ ہوتی اُن کی کبھی کوئی مجلس سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف سے خالی نہ گئی مگر اس دوران علالت میں بکثرت ذکر شاہ و رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے تضرع و خشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے خود اپنی نیز حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات فرماتے کہ جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا اوس نے سب کچھ پالیا کبھی فرماتے اگر بخشدے اوس کا فضل ہی نہ بخشے تو عدل ہے۔ عرس شریف میں قل کیوقت لوگوں کو مکان میں طلب فرمایا یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور مولنا امجد علی صاحب نے کچھ وصایا شریف قلمبند کئے تھے جو خود حضور اقدس نے القا فرمائے تھے۔ افسوس ہی کہ وہ کہیں کاغذات میں ایسے مل گئے کہ اون کا ابتک پتہ نہ چلا روز عرس کچھ کلمات طیبات جو بطور وصایا ارشاد ہوئے اونکی برکات سے حصہ لینے کے لئے گوش گذار ناظرین کئے جاتے ہیں۔

ملفوظ وصایا

پیارے بھائیو میں ملتقاتی نیکم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی بڑھاپا آیا اب کونسا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا ہوں مگر بظاہر اب اس کی اُمید نہیں اسوقت میں دو **وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول**

جل جلالہ وصلی اللہ تعالے علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری تم مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑئے تمھارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں بہکا دیں تمھیں فتنے میں ڈالدیں تمھیں اپنے ساتھ جہنم میں لیجائیں اون سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے قادیانی ہوئے چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑئے ہیں تمھارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزۃ جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے اونسے تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اون سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے اون سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو ہمیں اسکی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت اون کی تعظیم اور اون کے دوستوں کی خدمت اور اون کی تکریم اور اون کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمھارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اوس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمھارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اوسے دودھ سے مکھی کی طرح نکالکر پھینکدو میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کردیگا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمھیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سنلو حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اوٹھکر تمھارے پاس بتانے نہ آؤں گا جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اوسکے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اوسکے لئے ظلمت و ہلاک یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ

غائبین کو اس سے آگاہ کریں اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نکرنے دئے اللہ تعالے آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہونگے۔ میں نے تمام اہل سنت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کردئے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھسے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کردیں اور حاضرین پر میرا فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اون سے میری معافی کرالیں۔

ختم جلسہ کیوقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اوسکے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے نوّے برس سے زائد ہوگئے میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا جب وہ تشریف لیگئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں اون سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کر لی غرضکہ میں نے اپنی صغرسنی میں کوئی بار اون پر نرہنے دیا جب اونھوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں تم ہو[۱] مصطفےٰ رضا ہیں تمہارا بھائی حسنین ہے سب مل کر کام کرو گے تو خدا کے فضل و کرم سے کرسکوگے اللہ تمھاری مدد فرمائیگا۔

اسکے بعد اپنے پس ماندوں کے حق میں خدمت دین و ترقی علم[۲] کی دعا فرمائی۔

ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روئے لوگوں کا اوس روز بلک بلک کر رونا عمر بھر یاد رہیگا کچھ اوس روز ہی اپنی رحلت کی تصریح نفرمائی بلکہ اسکے بعد سے یوم الوصال تک لگاتار خبر اپنی وفات شریف کی دین اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہی میں ہے تمام واقعات اپنی ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں یہ کہنے کیلئے بالکل

عہ۱ یہ خطاب خلف اکبر مخدومنا حضرت مولنا شاہ مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ہے ۱۲

عہ۲ اے اللہ تو ان ناتوان ہاتھوں کی لاج رکھنے جو ہمیشہ تیرے ہی آگے پھیلے ہیں ۱۲

مجبور ہوں کہ اعلیٰحضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جو تفرد اور امتیاز دور جدید کے علماء ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری اونھیں طبقۂ اولیا میں بھی حاصل تھی اون کثیر اخبار میں سے بعض کو حوالۂ قلم کرتا ہوں۔

اخبار ارتحال

رمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰحضرت قبلہ بھوالی عہ تشریف رکھتے تھے اور آپکی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں یہ کم و بیش تین برس سے علیل تھیں اور ایسی سخت کہ بارہا مایوسی ہو چکی تھی جب نماز عید پڑھانے کے لئے نینی تال تشریف لانا ہوا تو صاحبزادی صاحبہ نے اشتداد مرض کی کیفیت عرض کی رُنا۔ چلتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تمھارا داغ نہ دیکھونگا حالانکہ وہ بہت زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ ہی روز زندہ رہیں ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وصال شریف سے دو روز قبل چہارشنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی بھائی صاحب قبلہ کو نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے اونھوں نے گھبراہٹ اور پریشانی میں عرض کیا ضعف کے سبب سے نہیں ملتی اسپر دریافت فرمایا آج کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہارشنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ عہ پرسوں ہے یہ فرماکر دیر تک حسبنا اللہ نعم الوکیل پڑھتے رہے۔

عہ بھوالی تشریف لیجانیکا نکتہ یہ ہے کہ فرائض کی تکمیلی عظمت اعلیٰحضرت کا قلب ایسی محسوس کرتا تھا جو اولیاء کاملین کا مخصوص حصہ ہے گوناگوں امراض اور فراوان ضعف سے یہ طاقت نہ رکھتے تھے کہ موسم گرما میں روزہ رکھ سکیں اس لئے آپ نے اپنے حق میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے وہاں روزہ رکھ لینا ممکن ہے تو روزہ رکھنے کے لئے وہاں جانا استطاعت کی وجہ سے فرض ہو گیا ۱۲

عہ میں اس وقت حاضر تھا کہنے والے نے میرے دل میں فوراً کہدیا کہ امام اہل سنت جمعہ کے بعد ہم میں رہنے والے نہیں ۱۲

شب پنجشنبہ میں اہل بیت نے چاہا کہ جاگیں شاید کوئی ضرورت ہو منع فرمایا جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا انشاء اللہ یہ رات وہ نہیں ہے جو تمھارا خیال ہے تم سب سو رہو۔

وصال کے روز ارشاد فرمایا پچھلے جمعہ میں کرسی عہ پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہو گا پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

عالیجناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ (جو اعلیٰحضرت قبلہ کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اعلیٰحضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حکیم عابد علی صاحب کونڈ ستیاپور کے ایک پرانے طبیب ہیں صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں میرے خیال سے اونھیں بلا لیا جائے ارشاد فرمایا کہ انسان آخر وقت تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا

جمعہ کے روز کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب حاضر خدمت تھے اعلیٰحضرت قبلہ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے عہ معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئے جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں جائداد کے متعلق وقف نامہ تکمیل فرمایا جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرف خیر میں رکھی باقی اپنے ورثا پر حصص شرعی وقف علی الاولاد فرمادی پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا جو درج ذیل ہے۔

عہ جب سے حضور والا کو ضعف لاحق ہوا اور چلنے سے معذوری ہوئی کرسی پر پنجگانہ نماز کو تشریف لاتے رہے اور تمام فرائض باجماعت ہی ادا فرماتے رہے اس مرتبہ بھوالی سے واپسی پر بے انتہا ضعف لاحق ہوا تو صرف جمعہ ہی باجماعت ادا فرمایا کئے حتیٰ کہ جمعۃ الوصال سے پہلے والا جمعہ بھی باجماعت ادا فرمایا۔

عہ وقت غسل نجاست خارج ہوتی ہے حضور والا نے اسکا پہلے سے اہتمام فرما لیا تھا اُسدن کچھ غذا نہ کھائی اور وصال سے کچھ قبل اسی لئے چوکی پر تشریف لے گئے ۱۲

حسبنا اللہ ونعم الوکیل تسلیم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکتوب وصایا

جو وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود دست قدس سے تحریر فرمائے

(۱) شروع نزع کے قریب کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے جنب یا حائض نہ آنے پائے۔ کتا مکان میں نہ آئے۔

(۲) سورۂ یٰسٓ و سورۂ رعد بآواز پڑھی جائیں کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر بآواز پڑھا جائے۔ کوئی چلا کر بات نہ کرے۔ کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔

(۳) بعد قبض فوراً نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کردی جائیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہکر نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کردئے جائیں پھر اصلا کوئی نہ روئے۔ وقت نزع میرے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگتے رہو۔ کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں جنازہ اوٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

(۴) غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہو حامد رضا خاں وہ دعائیں* کہ فتاوی میں لکھی ہیں خوب ازبر کرلیں تو وہ نماز پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی۔

(۵) جنازہ میں بلا وجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازہ کے آگے اگر پڑھیں تو یہ عہ کروروں درود اور ذریعہ قادریہ

عہ یہ دونوں نظمیں خود حضور پرنور اعلیحضرت قبلہ کی ہیں اور پہلی حدائق بخشش (حصہ دوم) میں طبع ہوئی ہے جسمیں حضور پرنور کا تازہ کلام جمع کرکے حال میں شایع کیا گیا ہے۔

(۶) خبردار کوئی شعر میری مدح کا نہ پڑھا جائے۔ یونہیں قبر پر۔

(۷) قبر میں بہت آہستگی سے اُتاریں۔ دہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھکر لٹائیں نیچے نرم مٹی کا بشارہ لگادیں۔

(۸) جبتک قبر طیار ہو سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاہِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھتے رہیں قبر پر لیجائیں یہیں تقسیم کردیں وہاں بہت غل ہوتا ہے اور قبروں کی بیحرمتی۔

(۹) بعد طیاری قبر سرہانے الٓمّٓ مفلحون پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ پڑھیں اور ست بار بآواز بلند حامد رضا خاں اذان کہیں پھر سب اہل اسلام اور اپنا دل معلق میرے مواجہ میں کھڑے ہوکر ۳ بار تلقین کریں پھر ہٹ ہٹ کر پھیر اعزا احبا چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہ میں درود شریف ایسی آواز میں پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کے سپرد کرکے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارا ہوسکے تو تین شبانہ روز کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہ میں قرآن مجید و درود شریف ایسی آواز سے بلا وقفہ پڑھتے رہیں کہ انشاء اللہ تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے۔

(۱۰) کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۱) فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرا عہ کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔

(۱۲) اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیجدیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ۔ خواہ بکری کا شامی کباب۔ پراٹھے اور بالائی۔ فیرنی۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار

عہ اعلیحضرت قبلہ اُن ابرار میں سے تھے جو آیۂ کریمہ وَفِیْۤ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ کے مصداق ہیں حضور والا کو مدت العمر غربا سے محبت رہی اُن کی امداد و اعانت فرماتے رہے اور وقت وصال بھی اُنھیں کو خیال ہے کہ اپنے مرغوب کھانے انھیں پہنچتے رہیں شان کرم یہ ہے۔

کا یا پانی سوڈے کی بوتل۔ دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو۔ یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبورانہ نہو۔

(۱۳) ننھے میاں سلمہ کی نسبت جو خیالات حامد رضا خاں کے ہیں میں نے تحقیق کیا سب غلط ہیں اور وہ احکام بے اصل یہ شرعی مسئلہ سے کہتا ہوں نہ رو رعایت سے ان کی غلط فہمی ہے ان پر ان کی اطاعت و محبت واجب ہے اور ان پر ان سے محبت و شفقت لازم جو اس کے خلاف کریگا اس سے میری روح ناراض ہوگی۔

(۱۴) رضا حسین حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے۔ والسلام ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ روز جمعہ مبارکہ ۲ بجکر ۱۰ منٹ پر یہ وصیتیں وصایا قلمبند ہوئے

دستخط

بقلم خود بحالت صحت حواس واللہ شہید ولہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی شفیع المذنبین وآلہ الطیبین وصحبہ المکرمین وابنہ وحزبہ الی ابد الآبدین آمین والحمد للہ رب العلمین۔

مجدّد مأتہ حاضرہ

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں خود تحریر فرمائی ہیں ان کا ذکر یہاں ضروری ہے لہٰذا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ مخدومی عالیجناب صاحبزادہ مولانا سید محمد صاحب اشرفی کا وہ مضمون جو تاریخوں پر مشتمل ہے پورا درج کر دوں۔

اِمَامُ الْهُدٰی عَبْدُ الْمُصْطَفٰی اَحْمَدُ رَضَا عَلَیْهِ الرَّحْمَة

حدیث شریف میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد دین بھیجتا ہے رواہ ابوداؤد فی سننہ وحسن بن سفیان فی مسندہ والبزار فی المسند والطبرانی فی المعجم الاوسط وابن عدی فی الکامل والحاکم فی المستدرک وابونعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی المدخل وغیرھم من المحدثین اس حدیث جلیل کی شرح میں شیخ الاسلام بدرالدین اہدل رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریۃ میں لکھتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمُجَدِّدَ اِنَّمَا ھُوَ بِغَلَبَةِ الظَّنِّ مِمَّنْ عَاصَرَہٗ بِقَرَائِنِ اَحْوَالِہٖ وَالْاِنْتِفَاعِ بِعِلْمِہٖ وَلَا یَکُوْنُ الْمُجَدِّدُ اِلَّا عَالِمًا بِالْعُلُوْمِ الدِّیْنِیَّةِ الظَّاھِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ نَاصِرًا لِلسُّنَّةِ قَامِعًا لِلْبِدْعَةِ یعنی مجدد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور دیکھا جائے کہ اس کے علم نے کیا نفع پہنچایا اور مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم و عارف ہو سنت کا مددگار ہو بدعت کا اکھاڑنے والا ہو۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں:۔
وَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَبْعُوْثُ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَةِ رَجُلًا مَشْھُوْرًا مَعْرُوْفًا مُشَارًا اِلَیْہِ وَقَدْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ مِائَةٍ اَیْضًا مَنْ یَقُوْمُ بِاَمْرِ الدِّیْنِ وَالْمُرَادُ بِالذِّکْرِ مَنِ انْقَضَتِ الْمِائَةُ وَھُوَ حَیٌّ عَالِمٌ مَشْھُوْرٌ مُشَارٌ اِلَیْہِ ملخصاً یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور معروف ہو اور امور دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گذشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علما کا مشار الیہ ہو چکا ہو حدیث شریف ہم کو ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سناتی ہے۔ ائمہ کرام پتہ دیتے ہیں کہ گذشتہ صدی کے آخری حصہ میں جس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں بھی وہ مرکز

علوم سمجھا جاتا ہو اُس کے قدم مجدد کے قدم ہیں۔

اب آؤ دیکھیں کہ تیرہویں صدی گذر گئی اور چودھویں صدی قریب نصف حصہ کے طے کر چکی ہمارا مجدد تیرہویں صدی میں پیدا ہو چکا اور شہرت حاصل کر چکا اور چودھویں صدی میں علمائے دین کا مشار الیہ قرار پا چکا جس پر علامۂ بدر الدین ابدال امام سیوطی کی شہادت گذر چکی۔ اس کی تلاش کرو۔

ہمیں اس جستجو میں آسمان پر پرواز کی حاجت نہیں کرۂ زمین کے طواف کی ضرورت نہیں ربع مسکون وہ بھی صرف آبادی اسلام وہ بھی صرف آستانِ نجات علمائے کرام کی خاک روبی ہمارے مدعا کو کافی ہے اب ہم ہیں اور پُر شوق نگاہیں تمناؤں بھرا دل۔ نظر اُٹھتی ہے تو ہندوستان سے گذر کر سمندر کو طے کر کے اسلام کے مرکز اور دین کے محور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی گلی گلی کا طواف اور کوچہ کوچہ کا چکر لگا رہی ہے کبھی غلاف کعبہ پکڑے عرض کر رہی ہے کہ اے مالک و مولیٰ جل و علیٰ ہمارے مذہبی رہنما اور دینی پیشوا کا پتہ دے کبھی روضۂ مقدسہ کے سامنے باادب عرض گذار ہے کہ اے دو جہان کے آقا صلوات اللہ وسلامہ علیک ہمیں حضور اپنی بشارت کا مصداق بتائیں۔ اُن عرضیوں کے ساتھ چار آنسو نذر کر رہی ہے الحمد للہ کہ عرضی قبول ہوئی اور عقل سلیم مجالس علماء کی طرف لے چلی اور حرمین محترمین کے مفتیان کرام و آئمہ حرمین عظام و جمیع علمائے اسلام کے قدموں پہ ہمیں ڈال دیا۔ ہم چپ ہیں ساکت و صامت ہیں کہ تاب گویائی باقی نہیں ہے اتنا دیکھتے ہیں کہ ان علماء کے دست اقدس میں کوئی معتمد و مستند رسالہ کوئی معتقد و منتقد عجالہ ہے اور اُن کے قلم و زبان کسی کی مداحی میں یوں زمزمہ سنج ہیں مناقب علیہ کا اظہار ان لفظوں سے ہو رہا ہے عالم۔

علامۂ کامل۔ استاذ ماہر۔ مجاہد۔ معززہ باریکیوں کا خزانہ۔ محفوظ۔ برگزیدہ گنجینہ۔ علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا۔ دریائے فضائل۔ علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ امام پیشوا روشن ستارہ۔ اعدائے اسلام کے لئے تیغ بُراں۔ استاد معظم۔ نامور مشہور ہمارا سردار جلیل القدر دریائے ذخار۔ بسیار فضل۔ دلیر۔ بلند ہمت۔ ذہین دانشمند۔ بحر ناپید اکنار۔ شرف و عزت والا صاحب ذکا۔ ستھرا۔ ہمارا مولیٰ۔ کثیر الفہم۔ منقبتوں اور فخر دل والا۔ یکتائے زمانہ۔ اپنے وقت کا یگانہ

علماء مکہ۔ اُن کے فضائل پر گواہ۔ **اس صدی کا مجدد**۔ زبردست عالم۔ عظیم الفہم جن کی فضیلتیں وافر۔ بڑائیاں ظاہر۔ دین کے اُصول و فروع میں تصانیف متکاثر۔ مشہور۔ ان کے کمال کا بیان طاقت سے باہر علم کا کوہ بلند۔ طاقتور زبان والا۔ حاوی جمیع علوم۔ ماہر علوم غریبہ دین کا زندہ کرنیوالا۔ وارث نبی۔ سید العلماء مایۂ افتخار علماء۔ مرکز دائرہ علوم۔ ستارۂ آسمان علوم۔ مسلمانوں کا یاور و نگہبان حکم۔ حامی شریعت خلاصۂ علماء راسخین۔ فخر اکابر۔ کامل سمندر۔ معتمد۔ پشت پناہ۔ محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جا رہی ہے کہ آفتاب معرفت کثیر الاحسان کریم النفس۔ دریائے معارف۔ مستحبات و سُنن و واجبات و فرائض پر محافظ۔ محمود سیرت ہر کام پسندیدہ۔ صاحب عدل عالم باعمل۔ عالی ہمم۔ نادر روزگار۔ خلاصہ لیل و نہار اللہ کا خاص بندہ۔ عابد۔ دنیا سے بے رغبتی والا۔ عرفان و معرفت والا۔ خبیر۔

میں اُس مالک پر صدقے اُس آقا پر ماں باپ قربان جس سے ایک حامی سنت ماحی بدعت مشہور عالم کی تمنا عرض کی گئی اور ہم کو اس کا پتہ ملا جو سنت و اہل سُنت کا یاور و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لئے تیغ براں اور علم میں کوہ بلند۔ کامل سمندر۔ مرکز دائرہ علوم امام و پیشوائے اہل اسلام ہے۔ اُس کا نشان ملا جو نہ صرف باطن کا عالم ہے بلکہ وہ دریائے معرفت اور اللہ کا خاص بندہ۔ عالی ہمم خلاصۂ لیل و نہار ہے بلکہ ہم اُس کو پا گئے جو علماء کی زبان پر **اس صدی کا مجدد** پکارا جاتا ہے۔ وہ کون ہے؟ بدبینوں کی آنکھیں کور رہوں حاسدوں کی نگاہوں میں خاک ہو وہ وہی ہے جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۸۵ھ کو ۱۳ برس کی عمر شریف میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتاء کا عزت بخش ہوا اور ۲۰ برس تک تیرہویں صدی میں اپنے فتاوی و تصانیف سے علوم کے دریا بہائے اور عرب و عجم نے سر عقیدت ٹیک دئے اور ۱۳۲۴ھ میں اُسکی سرکار اعلیٰ بلند و بالا کو وہ عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ افغانستان و ترکستان عراق و حجاز خاص حرمین محترمین کے علماء نے زانوئے ادب تہ کر دئے اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزرانے جن کو ابھی تم سُن چکے ہو (دیکھو

حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے؟ سنو اور گوش ہوش سے سنو: وہ وہی مقدس مفتی ہے جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لئے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرائی:-

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی کچھ سمجھے کہ اولئک یعنی وہ لوگ کن کی طرف اشارہ ہے دیکھو کریمہ مذکورہ کے پہلے کی آیت فرماتا ہے:-

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط یعنی تو نہ پائیگا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ و قیامت پر کہ اُن کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی چاہے وہ اُن کے باپ بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی تائید فرمائی۔ تم ہمارے ممدوح کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ اور کفرہ و مرتدین و فرق ضالین کا جو رد استیصال فرمایا ہے اُس پر نظر ڈالو تو بیساختہ کہہ اٹھو گے کہ آیہ کریمہ کا خلعت فاخرہ تن اقدس پر کیسا پُر زیب ہے۔

اب ذرا کریمہ مذکورہ کے بعد کی آیت تلاوت کرو فرماتا ہے وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط یعنی انھیں باغوں میں اللہ تعالیٰ لے جائیگا نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ رہینگے اُس میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں خبردار اللہ والے ہی مراد کو پہنچے۔ بتاؤں کہ وہ اللہ والا مجدد کون ہے؟ جس کو آیہ کریمہ کی بشارت کا وہ حق و استحقاق ہے کہ اگر اولئک میں بعد لام کے الف کو کتابت میں ظاہر کرو تو اُس کی عمر شریف کی تعداد ۶۸ برس کا پتہ چلتا ہے۔ اب اولائک کی جگہ ممدوح کا تصور کرو اور پاکیزہ حیات کو سوچکر جو نہ لقائی کہہ سکتے ہو کہ وہ اڑسٹھ برس والا کامل الایمان و مؤید

من اللہ تھا۔

بتاؤں کہ وہ مؤید من اللہ مجدد کون ہے؟ بے دینوں کا ستیاناس ہو حاسدوں کا بُرا ہو وہ وہی مبارک ہستی ہے جس کے علم و کمال و فضل بے مثال نے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور اسلام و اہل اسلام کی موجودہ پر شور و شر زمانہ میں پچپن برس تک مدد و محافظت فرما کر دین کو تازہ زندگی عطا کرکے ۱۳۴۰ھ کو اڑسٹھ برس کی عمر شریف میں ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا اور ۲۵ صفر یوم جمعہ مبارکہ کو اپنے رب سے جا ملا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بتاؤں کہ وہ محی دین مجدد کون ہے؟ جو اپنی وفات شریف سے چار ماہ بائیس روز قبل بمقام کوہ بھوالی اپنے وصال کی تاریخ یہ فرما چکا ہے بلکہ یوں کہو کہ تاریخ وفات کے لئے بھی جس کی زبان سے قدرت نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ

۱۳ ھ ۴۰

یعنی خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے اُن کو گھیرے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ بشارت ابرار کے لئے آئی ہے اور ابرار کے معنی مدارک شریف میں یہ لکھے ہیں هُمُ الصَّادِقُوْنَ فِي الْاِيْمَانِ اَوِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا يُضْمِرُوْنَ الشَّرَّ یعنی ابرار کے معنی ہیں سچے ایماندار یا وہ لوگ جو چیونٹی تک کو ایذا نہیں دیتے اور نہ کسی شر کو پوشیدہ رکھیں۔ اب پھر ایک مرتبہ ہمارے ممدوح کی نفیس زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرو بے اختیار کہہ پڑو گے کہ ایسا سچا ایماندار ایسا شور و شر کا مٹنے والا اور بلا وجہ شرعی کسی کو رنجیدہ نہ کرنے والا کوئی دوسرا دیکھنے میں نہیں آیا اس کو یاد رکھنا کہ تلاوت آیۂ کریمہ مذکور کے ساتھ یہ بھی ارشاد کر دیا گیا ہے کہ کریمہ سے و کو نہ پڑھو تو بحساب ابجد ۱۳۳۴ھ ہوتے ہیں جو تاریخ وصال حضرت خاتم المحدثین مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ کی ہے اب اگر دونوں تاریخوں کو ملا کر پڑھو تو یوں کہو کہ۔

يُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ

۱۳۴۰ ھ

یہ عطف اور اختصاص باہمی کا پتہ دیتا ہی جو حضار آستانہ پر پوشیدہ نہیں ہے بتاؤں کہ وہ صادق الایمان مجدد کون ہی؟ جس نے اپنی وفات سے عرب و عجم کو تاریک کر دیا اور جس کی ہزاروں تصانیف علیہ اُس کی حیات کو بعونہ تعالیٰ باقی رکھینگی جو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل فرمایا گیا مگر اعانت و مدد کا ہاتھ ہمیشہ اسلام و مسلمین پر انشاء اللہ تعالیٰ رہے گا۔

بتاؤں کہ وہ مشہور مجدد کون ہی؟ جس کے وصال میں عامۂ اہل اسلام بیچین ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا امام رخصت ہو گیا۔ جمیع علماء اسلام کہتے کہ **مجدد مأتہ حاضرہ** وصال فرما گیا اور تمام مشائخ عظام جو مسند رشد و ہدایت کی زینت ہیں فرماتے ہیں کہ **قطب الارشاد** اٹھ گیا غرض عرب و عجم میں ہلچل پڑ گئی بلکہ ارواح طیبہ پر بھی بڑا اثر پڑا بتاؤں کہ وہ محبوب و ممدوح خلائق **مجدد** کون ہی؟ جس کی خبر وفات سنتے ہی ہر طبقہ کو حسرت کے عالم میں سکتہ ہو گیا اور زبانیں بیساختہ دعائیں دینے لگیں اور برکتیں حاصل کرنے لگیں چنانچہ حضرت والد ماجد قبلہ مدظلہ کی زبان مبارک سے بیساختہ نکل گیا کہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ دیکھا گیا تو یہ وصال کی تاریخ کا جملہ ہی اب میں ممدوح کا نام و لقب مبارک بتاتا ہوں تم کہو اور کہتے رہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ہم کہیں۔

۱۳۴۰ھ

امام الہدیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ

۱۹ ۶ ۲۱

بعض واقعات

وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھکر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے۔ جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا عرض کیا گیا فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھدو یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹادو۔ یہاں تصاویر کا کیا کام یہ خطرہ گذر نا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ پھر ذرا وقفہ سے برادر معظم حضرت مولٰنا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے کہ برادرم مولٰنا مصطفےٰ رضا خاں صاحب سلمہ سے پھر ارشاد ہوا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر زبر میں اُسی وقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتا دی اُس کے بعد سید محمود علی صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لائے اُن کے ساتھ اور لوگ بھی حاضر ہوئے اُس وقت جو حضرات اندر گئے سب کے سلام کے جواب دئے اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے حال دریافت کرنا چاہا مگر وہ اُس وقت حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے اُن سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمۂ طیبہ پورا پڑھا جب اُس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہی اُس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا جنھیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں رہ شوق و دیدار میں ایسے جاتے ہیں جانا معلوم بھی نہیں ہوتا ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو

ٹھیک نماز جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبان خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں جان کنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو یہ جسم و روح جیسے دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے مگر بجائے کلفت مسرت دیکھی وہ وصال محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے۔ وصال محبوب کا وقت قریب آگیا ہے۔ عزیز و اقارب گرد و پیش حاضر ہیں مگر کسی کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے یقیناً وہ ایسی ذات سے عنقریب ملنے جا رہے ہیں جو ان سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری اور محبوب حقیقی ہے۔

غسل شریف

غسل شریف میں علمائے عظام اور سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی جناب مولانا امجد علی صاحب نے حسب وصیت شریف غسل دیا اور جناب حافظ امیر حسن صاحب مرادآبادی نے مدد دی مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان صاحب اور سید ممتاز علی صاحب اور عم مکرم جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب نے پانی ڈالا یہ خاکسار اور جناب بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب اور جناب لیاقت علی خاں صاحب رضوی اور منشی خدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب علاوہ دیگر خدمات غسل کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب نے مواضع سجود پر کافور لگایا جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب نے کفن شریف بچھایا میں نے نام اور کام اپنی ناتمام یاد پر لکھے ہیں اگر کسی صاحب کے نام و کام سے سہو ہوا ہو تو معاف فرمائیں عین وقت غسل ایک حاجی صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ سے ملنے تشریف لائے انہیں یہاں آکر وصال شریف کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف اور مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے تھے زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت

میں لگا دیا گیا تاجدار مدینہ کے قربان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ طیبہ سے سرکاری عطا عین وقت پر پہونچی وصال محبوب کے لئے وہ اُن کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے غسل شریف سے فراغ حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقعہ دیا گیا گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بےحد کثرت تھی۔ عورتوں نے زیارت کر لی لوگوں میں ایسا جوش کبھی نہ دیکھا گیا۔ کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا وجد و شوق نے لوگوں کو از خود رفتہ و بیخود بنا دیا تھا جو جنازہ تک پہنچ گئے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے اور جو نہ پہنچے وہ اس کی کوشش میں کٹنے مرنے کو تیار تھے آج اپنے پرائے سب ایک تھے وہابی۔ رافضی۔ نیچری۔ حتیٰ کہ گاندھوی تک بکثرت شریک تھے۔ ایک رافضی المذہب انتہائی کوشش اور پوری قوت صرف کر کے جنازہ تک پہونچا اُسے ایک سُنی نے یہ کہکر ہٹا دیا کہ مدت العمر اعلیٰحضرت کو تم لوگوں نے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا دینے دوں گا۔ اُس نے کہا کہ بھائی اب مجھے یہ کہاں ملیں گے مجھے اب تو نہ روکو۔ جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی عید گاہ میں نماز جنازہ ہوئی پہلے سے عید گاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا۔ مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہلسنت کا یہ آخری جلوس ہی لاؤ نظارہ کر لیں بعد نماز عید گاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی حسب وصیت گروہوں درود والی نظم نعت خواں پڑھ رہے تھے۔

وہ دعائیں جن کی نماز جنازہ میں پڑھنے کی وصیت فرمائی

اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا

توفه على الإيمان، اللهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده
(٢) اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم
نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد
ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس و
أبدله دارا خيرا من داره وأهلا خيرا من أهله
وزوجا خيرا من زوجه وأدخله الجنة وأعذه من
عذاب القبر ومن فتنة القبر وعذاب النار (٣) اللهم
(عبدك وابن) أمتك (يشهد) أن لا إله إلا أنت وحدك
لا شريك لك و(يشهد) أن محمدا عبدك ورسولك
(أصبح فقيرا) إلى رحمتك وأصبحت غنيا عن عذابه
(تخلى) من الدنيا وأهلها إن كان زاكيا فزكه وإن كان
(مخطئا) فاغفر له، اللهم لا تحرمنا أجره ولا تضلنا بعده
(٤) اللهم (هذا عبدك ابن) عبدك (ابن) أمتك ماض فيه حكمك
خلقته ولم (يك) شيئا مذكورا (نزل) بك وأنت خير
منزول به اللهم لقنه حجته وألحقه (بنبيه) محمد
صلى الله تعالى عليه وسلم وثبته بالقول الثابت فإنه (افتقر)
إليك واستغنيت عنه (كان يشهد) أن لا إله إلا الله
فاغفر له وارحمه ولا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده
اللهم إن كان زاكيا فزكه وإن كان خاطئا فاغفر
له (٥) اللهم (عبدك وابن أمتك احتاج) إلى رحمتك
وأنت غني عن عذابه إن كان محسنا فزد في إحسانه

وإن كان مسيئا فتجاوز عنه (٦) اللهم عبدك و(ابن)
عبدك كان (يشهد) أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبدك
ورسولك صلى الله تعالى عليه وسلم وأنت أعلم به منا
إن كان محسنا فزد في إحسانه وإن كان مسيئا فاغفر له
ولا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده (٧) أصبح عبدك هذا
(قد تخلى) عن الدنيا وتركها لأهلها و(افتقر) إليك و
استغنيت عنه وقد كان (يشهد) أن لا إله إلا الله و
أن محمدا عبدك ورسولك صلى الله تعالى عليه وسلم
اللهم اغفر له وتجاوز عنه وألحقه بنبيه صلى الله
تعالى عليه وسلم (٨) اللهم أنت ربها وأنت خلقتها وأنت هديتها
للإسلام وأنت قبضت روحها وأنت أعلم بسرها وعلانيتها
جئنا شفعاء فاغفر لها (٩) اللهم اغفر لإخواننا وأخواتنا و
أصلح ذات بيننا وألف بين قلوبنا اللهم (هذا عبدك)
فلان (ابن فلان) ولا نعلم إلا خيرا وأنت أعلم به منا فاغفر لنا
وله (١٠) اللهم إن فلان (ابن) فلان في ذمتك وحبل جوارك
فقه من فتنة القبر وعذاب النار وأنت أهل الوفاء والحمد
اللهم فاغفر له وارحمه إنك أنت الغفور الرحيم (١١)
اللهم أجرها من الشيطان وعذاب القبر اللهم جاف الأرض
عن جنبيها وصعد روحها ولقها منك رضوانا (١٢) اللهم إنك
خلقتنا ونحن عبادك أنت ربنا وإليك معادنا (١٣) اللهم اغفر
لأولنا وآخرنا وحينا وميتنا وذكرنا وأنثانا وصغيرنا وكبيرنا

[illegible] رواه البغوي [illegible]

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (ها)، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (ها)، (۱۴) اَللّٰهُمَّ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا
بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ
اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْكَرِيْمَ اِذَا اُمِرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ يَرُدَّهٗ
اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَاكَ وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ فَشَفِّعْنَا
فِيْهِ (ها)، وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ وَحْدَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ وَحْشَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها)
فِيْ غُرْبَتِهٖ (ها) وَارْحَمْهُ (ها) فِيْ كُرْبَتِهٖ (ها) وَاَعْظِمْ لَهٗ (ها) اَجْرَهٗ (ها) وَنَوِّرْ
لَهٗ (ها) قَبْرَهٗ (ها) وَبَيِّضْ لَهٗ (ها) وَجْهَهٗ (ها) وَبَرِّدْ لَهٗ (ها) مَضْجَعَهٗ (ها) وَ
عَطِّرْ لَهٗ (ها) مَنْزِلَهٗ (ها) وَاَكْرِمْ لَهٗ (ها) نُزُلَهٗ (ها) يَا خَيْرَ الْمُنْزِلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِيْنَ
وَيَا خَيْرَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِ
الشَّافِعِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حضور پُر نور اعلیٰحضرت شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات

حضور پُر نور کے اسلاف کرام قندھار کے رہنے والے تھے ہندوستان میں آکر قابلیت و جاہت شجاعت کی بدولت سلاطین مغلیہ کے درباروں میں مناصب جلیلہ پر ممتاز رہے یہ وتیرہ رہا کہ مدت دراز تک رکن سلطنت بنکر حکمرانی کی شان رکھتا اور عمر کے پچھلے حصہ میں ترک دنیا کرکے یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے پھر اسی شان سے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے۔ عالیجناب مولانا کاظم علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک تو یہ طریقہ مستمر رہا مگر قطب الوقت اعلیٰحضرت مولانا مولوی محمد رضا علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اعلیٰحضرت قبلہ کے جد امجد ہیں اپنا طرز عمل تبدیل کر دیا امارت ظاہری سے کبھی کوئی تعلق نہ رکھا اور ساری عمر کامل فقیری و درویشی میں گذار دی یہ بزرگ اپنے وقت میں شریعت و طریقت کے امام مانے گئے ہیں انکی بیشمار کرامتیں اہل شہر کی زبانوں پر ہیں موافق و مخالف انکی مدح میں رطب اللسان ہیں خطب علمی انکی تصانیف میں مشہور تر تصنیف ہے کہ انھوں نے اپنے تلمیذ خاص مولانا علمی کے نام سے شایع کرائی انکے بعد انکے صاحبزادے مولانا مولوی محمد نقی علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند شریعت پر رونق افروز ہوئے انھوں نے اپنے مبارک عہد میں علمی دنیا پر بڑے بڑے احسان کئے اور اپنے بعد بھی دنیائے اسلام کی رہنمائی کیلئے اپنی علمی تصنیفات اور حضور پر نور اعلیٰحضرت کی ذات کو چھوڑا یہ وہ مبارک ہستی ہے جسکو خدائے قدوس نے محض دین کی حمایت کیلئے اس گئی گذری زمانہ میں خلق فرمایا۔ محرم ۱۲۷۲ھ میں حضور پر نور کی ولادت ہوئی اور اپنے فطری شوق کی بدولت صرف چودہ سال کی عمر شریف تھی کہ فراغ حاصل فرما کر مسند افتا پر نزول اجلال فرمایا اور اپنے مہربان باپ کو امامت تدریس افتا وغیرہ کاموں سے سبکدوش کر دیا عمر شریف وقف خدمات دینیہ رہی تیرھویں صدی کے آخر تک تو کسی وقت جلسہ احباب میں بھی رونق افروز ہوا کرتے مگر چودھویں صدی کے شروع میں احباب سے یہ کہکر کہ اب صدی بدلی ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہیے گوشہ نشینی اختیار فرمائی اس زمانہ واقف ہے انکی پاک زندگی پر نظر کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انھیں صرف دو کاموں کے واسطے خلق فرما دیا تھا احیائے دین اور احیائے علوم اول الذکر کیطرف الکامل طبعی میلان تھا اور اس سے دلچسپی انکی فطرت میں داخل تھی بار ہا کا تجربہ شاہد ہے کہ خدمت دین انکی طبیعت ثانیہ ہو چکی تھی علالت کے زمانہ میں بلا کسی وقت کے وہ کار افتا

انجام دیتے تھے اگر کسی طبیب کے اصرار سے چند گھڑیوں کیلئے مشاغل علمیہ سے دست کش ہوں تو مرض کا غلبہ ہو نیلگا اور کیوں نہو کہ خدمت دین
انکے حق میں غذائے روح تھی اسوقت ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں ہے جسکے رد میں انکی بکثرت تحریریں نہوں
جب دین میں کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان و قلم کو حرکت ہوتی اور کامل استیصال فرماکر چھوڑتے میں
خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدتہا مدت تک باز رکھتا کہ اعلیحضرت کی سیف زبان و نیزہ
قلم کا کیا جواب دونگا حرمین محترمین میں ہزاروں منتہی عالم آئے گئے مگر وہاں کے جملہ علماء نے جیسے سندیں لیں جنکو دست حق پرست پر
بیعتیں کیں استاد بنایا کمال عزت و احترام کیے انکی مجدد مائۃ حاضرہ و امام اہلسنت کے مبارک خطابوں سے مخاطب کیا وہ حضور
پرنور اعلیحضرت ہی ہیں علوم و فنون درسیہ تو انکی آبائی میراث تھی بکثرت علوم غریبہ غیر مروجہ ہیں جنکا احیا رخداوند عالم نے
حضور پرنور کے دست اقدس سے کرایا مثلاً تکسیر توقیت لوگارثم جبر و مقابلہ اعظم جفر وغیرہ محرم ۱۳۲۷ھ
میں ایک فہرست تصانیف مرتب ہوئی جسکا تاریخی نام المجمل المعدد لتالیفات المجدد ہے اسوقت تک
اعلیحضرت قبلہ کی تصانیف کا عدد تین سو پچاس تھا اسکے بعد سے آخری وقت تک تصانیف کا سلسلہ علی الاتصال
جاری رہا ہر دو علیحدہ ویسی اندازہ کرتا ہوں کہ اب اگر کوئی فہرست مرتب ہو تو اتنی ہی تصنیفات اور ملینگی
فتاوی رضویہ جسکی بارہ ۱۲ جلدیں ہیں ان تمام کتابوں میں زیادہ ضخیم ہے۔ اگر تمام تصنیفات کو جمع کرکے
عمر شریف پر تقسیم کیا جائے تو یقیناً حضور پرنور ان چند علمائے اسلام میں شمار ہونگے جنکی عمر کے ہر دن میں کئی کئی جز
تصنیف کا حساب پڑتا ہے زہد و تقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ انکو دیکھکر صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا علوم میں وہ پایہ پایا اجلہ علماء فرماتے تھے کہ گذشتہ دو صدی کے
اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا غرضکہ کم و بیش چھپن برس تک علوم کا سمندر موجیں لیتا رہا اور ۲۵ صفر
۱۳۴۰ھ کو جمعہ کے دن ۲ بجکے ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح سنا ادھر روح پرفتوح
نے داعی اللہ کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور پرنور نے اپنی ولادت و وفات کی تاریخیں قرآن کریم سے خود استخراج فرمائی ہیں وہ درج ذیل کیجاتی ہیں

تاریخ ولادت	تاریخ وفات جو وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل تحریر فرمائی
اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ ۱۲۷۲	ویطاف علیہم بآنیۃ من فضۃ واکواب ۱۳۴۰